حضرت شمس الحق افغانی مدظلہ،
جامعہ اسلامیہ بہاولپور

اسراء ومعراج

حضور علیہ السلام کے ایک مخصوص سفر وسیر کا نام اسراء معراج ہے۔ اس سفر کا پہلا زمینی وسفلی حصہ جو مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک ہے۔ اس کا نام اسراء ہے۔ اور مسجد اقصیٰ سے عالم بالا کے آخری منزل تک کے سفر کا نام معراج ہے۔ پہلا حصہ سورۂ بنی اسرائیل کے اول میں اور دوسرا حصہ معراج کا سورۂ نجم کے اول میں مذکور ہے۔ اس واقعہ کی تفصیلات احادیث میں مذکور ہیں۔ زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ میں لکھا ہے۔ کہ واقعہ معراج کو ۴۵ صحابہؓ نے حضور علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

آراء مختلفہ در بارۂ معراج اس واقعہ میں مندرجہ ذیل امور میں اختلاف رائے موجود ہے۔ (۱) معراج کا آغاز کس مکان سے ہوا۔ (۲) یہ واقعہ کس تاریخ کو پیش آیا۔ (۳) اس واقعہ کی کیفیت کیا تھی روحانی یا جسمانی منامی یا استیقاظی (۴) اس سفر کی آخری حد کہاں تک تھی۔

۱۔ قرآن حکیم کا بیان یہ ہے۔ کہ سفر معراج مسجد الحرام سے شروع ہوا۔ سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ۔ وہ خدا جو ہر نقص سے پاک ہے۔ جو رات کو لے گیا اپنے خاص بندے کو مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک۔ صحیحین میں انس بن مالک نے مالک بن ابی صعصعہ کی روایت سے بیان کیا ہے۔ کہ آغاز سفر حطیم اور حجر سے ہوا۔ حطیم اور حجر چونکہ ایک چیز ہے اور یہ مسجد الحرام میں واقع ہے۔ لہٰذا یہ روایات قرآن کے خلاف نہیں۔ نسائی میں ابن عباس کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آغاز سفر ام ہانیؓ کے گھر سے ہوا۔ بخاری میں ابوذر کی روایت فرج سقف بیتی وانا بمکۃ۔ کہ میرے گھر کی چھت پھٹ گئی اور میں مکہ میں تھا۔ سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حضور کے گھر سے اس سفر کا آغاز ہوا۔ واقدی کی روایت ہے کہ یہ سفر شعب ابی طالب سے شروع ہوا۔ یعنی اس درہ سے جس میں ابی طالب کا گھر تھا۔ ان تمام روایات میں کوئی اختلاف نہیں سفر کی تیاری ام ہانیؓ کے

گھر سے ہوئی جو شعب ابی طالب میں واقع تھا۔ اور چونکہ حضور اس گھر میں سکونت کرتے تھے تو بہ لحاظ سکونت گویا سفر کا آغاز حضور کے مسکن یعنی گھر سے ہوا۔ اور باقاعدہ سفر مسجد الحرام سے شروع ہوا۔ اور مسجد حرام میں بالخصوص اس جگہ سے جو حجر اور حطیم کہلاتا ہے۔

۲۔ تعین سال یا زمانِ معراج :۔ یہ سفر کس سال پیش آیا۔ مختار قول یہ ہے کہ معراج کا واقعہ ہجرت سے ایک سال پہلے پیش آیا۔ یعنی نبوت کے بارہویں سال۔ نوویؒ نے فتاویٰ میں اس کو مختار کہا۔ اور ابن حزمؒ کا اس پر اجماع نقل کیا۔

تعین ماہ :۔ معراج کس مہینے میں ہوا، اس میں اگرچہ ربیع الاول۔ ربیع الآخر۔ رمضان اور شوال کے اقوال بھی موجود ہیں۔ لیکن امام نے کتاب الروضہ میں ماہِ رجب کو ترجیح دی ہے۔ رجب میں ستائیس رجب کی تاریخ کو ابن عبدالبر نے دی۔ عبدالغنی المقدسی نے ترجیح دی ہے۔

تعین رات :۔ اگرچہ اس میں سنیچر اور جمعہ کی شب کی روایت ضعیفہ بھی مذکور ہے۔ لیکن مختار قول یہ ہے کہ معراج کا واقعہ پیر کی رات کو پیش آیا۔ ابن اثیر اور ابن منیر نے اس کو مختار کہا ہے۔

کیفیت سفر معراج :۔ یہ سفر جسم اور روح دونوں کے ساتھ بیداری میں ہوا۔ یہی قول جمہور اہلِ اسلام، علماء اور محققین۔ صحابہ اور تابعین کا ہے۔ اس کے خلاف بعض اہل الحاد نے اس کو خواب یا روحانی واقعہ قرار دیا ہے۔ اور اس کو حسن بصریؒ، حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہؓ کی طرف منسوب کیا۔ حسن بصری کیطرف انتساب کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔ البتہ حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہؓ کی روایت صحاح ستہ میں نہیں۔ سیرت ابن اسحاق میں مذکور ہے۔ دونوں کے متعلق صحیح رائے یہ ہے کہ ثابت نہیں۔ حضرت عائشہؓ کی روایت کے متعلق روح المعانی میں مذکور ہے۔ فانہ لم یصح عنہا کما فی البحر۔ شاید یہ روایت درست نہیں جیسے کہ تفسیر بحر المحیط میں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت عائشہؓ کی روایت کی سند ان الفاظ میں مذکور ہے۔ حدثنی بعض آل ابی بکر۔ یعنی یہ روایت مجھ کو ابوبکر کے خاندان والوں میں سے پہنچی ہے۔ وہ شخص جو ابوبکر کے خاندان سے تھا۔ وہ مذکور نہیں تاکہ اس کو جانچا جائے۔ راوی نے یہ روایت خود حضرت عائشہ سے نہیں سنی۔ لہٰذا اصول الحدیث کے قواعد کے تحت یہ روایت منقطع مجہول اور مردود ہے۔

حضرت معاویہؓ کی روایت :- حضرت معاویہؓ کی روایت کی سند سیرۃ ابن اسحاق عن یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ بن الاخنس یعنی امیر معاویہؓ سے روایت کرنے والا راوی یعقوب بن عتبہ ہے جس کو امیر معاویہؓ سے نہ ملاقات ہے۔ اور نہ ہی اس نے اس کا زمانہ پایا ہے۔ ائمہ رجال نے لکھا ہے۔ ھو لم یدرک زمن معاویہ ۔ اس راوی نے حضرت معاویہؓ کا زمانہ نہیں پایا۔ لہذا یہ روایت منقطع مجہول اور مردود ہوئی۔ اس لئے نہ حضرت عائشہؓ سے یہ ثابت ہے کہ یہ واقعہ خواب کا ہے۔ اور نہ حضرت معاویہؓ سے لہذا ان حضرات کیطرف بیداری میں معراج کے سفر کا انکار غلط ہے۔

درایت :- درایت اور عقل کے لحاظ سے بھی حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہؓ کی واقعہ معراج کی بیداری کا انکار غلط ہے۔ واقعہ معراج بالاتفاق ہجرت سے قبل کا ہے۔ اور کم از کم ایک سال ہجرت سے پیشتر کا ہے۔ اس وقت حضرت عائشہؓ صغیرۃ السن اور بچی تھی۔ اور حضورؐ کی زوجیت میں داخل نہیں ہوئی تھی۔ حضرت معاویہؓ واقعہ معراج کے وقت مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے۔ بلکہ واقعہ معراج سے آٹھ نو سال بعد مشرف بہ اسلام ہوئے۔ لہذا معراج کے واقعہ میں ان صحابہؓ کی روایت ہی صحیح ہے۔ جو اس واقعہ کے وقت بڑی عمر کے تھے۔ اور مشرف بہ اسلام تھے۔ اور خود حضور علیہ السلام سے جو صاحب واقعہ تھے۔ انہوں نے واقعہ کی حقیقت سنی تھی۔ وہ سب روایات صاف دلالت کرتی ہیں۔ کہ واقعہ بیداری اور جسمانی کی شکل میں پیش آیا۔ نیز رویت باری کے متعلق حضرت عائشہؓ کا انکار و استدلال جو صحیحین میں مذکور ہے۔ اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت عائشہؓ اس سفر کا بیداری اور جسمانی صورت میں ہونے کے قائل تھی۔ صرف آنکھ کے ذریعے اللہ کو دیکھنے میں متردد تھی۔ ورنہ خواب میں خدا کے دیکھنے کا کون انکار کرسکتا ہے۔

اہل الحاد کے استدلال روایاتی پر بحث :- حدیث شریک انا بین النائم والیقظان یا روایۃ فاستیقظ ۔ کہ میں نیند اور بیداری کی حالت میں تھا۔ یا یہ کہ پھر حضور جاگے۔ اس کا جواب اولاً یہ ہے کہ شریک راوی کثیر الغلط ہے۔ اور محدثین نے اس روایت میں اسکی غلطی کی تصریح کی ہے۔ کہ اس نے اپنے بیان میں بے ترتیبی کی ہے۔ دوم یہ کہ امام قرطبیؒ نے اسی حالت کو ابتداء پر محمول کیا۔ کہ جب سفر معراج کے لئے تشریف لے جانے لگے تو آپ نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھے۔ پھر بیدار ہوئے۔ یا محدثین کے نزدیک انتہائے سفر

پر محمول ہے۔ جب حضور علیہ السلام نے سفر معراج طے کیا۔ اور واپس مسجد حرام تشریف لائے تو تھکان کی وجہ سے سو گئے۔ پھر بیدار ہوئے۔ اس تطبیق کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ عام مشہور روایات جو اس سفر کی بحالت بیداری جسمانی طور پر ہونے پر دال ہیں۔ یہ روایت ان کے مطابق ہو جاتے۔ ورنہ شریک راوی کی روایت کو غلطی پر محمول کرنا پڑے گا کہ اس نے ابتداء سفر یا انتہاء سفر کی حالت کو درمیانی واقعہ میں بیان کیا ہے۔ اسی طرح قرآن پاک کی آیت: وماجعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن۔ کہ ہم نے نہیں کیا اس دکھاوے کو جو آپ کو دکھایا اور برا درخت مگر لوگوں کے ایمان کے امتحان کے لئے۔ اہل زیغ والحاد نے جس طرح شریک کی مغلوط روایت سے استدلال کیا۔ اسی طرح اس آیت سے بھی استدلال کیا کہ قصۂ معراج منامی واقعہ ہے۔ کیونکہ معراج کے واقعے کے لئے آیت مذکور میں لفظ رویا استعمال کیا گیا ہے۔ جو خواب کی معنی میں آتا ہے۔ یہ استدلال بھی غلط ہے۔ اس وجہ سے کہ یہ لفظ دکھاوے کے معنی میں عربی زبان میں استعمال ہوتا ہے۔ خواہ خواب میں دیکھنا ہو یا بیداری میں۔ امام لغت صاحب قاموس نے تصریح کی ہے کہ لفظ رویا جسم کی آنکھ سے دیکھنے کے معنی میں آتا ہے۔ نیز شعراء قدیم میں سے راعی نے رویا کو آنکھ سے دیکھنے کے معنی میں استعمال کیا ہے۔ وہ شکاری کی تعریف کرکے لکھتا ہے ؎

وکبر للرویا وھش فؤادہ　　وبشر قلبا کان جما بلابلہ

شکاری نے شکار کو دیکھ کر اللہ اکبر کہا اور اس کا دل خوش ہوا اور ایسے دل کو خوشخبری سنائی جس کی پریشانیاں بہت تھیں۔ اس شعر میں جسمانی طور پر دیکھنے کے لئے لفظ رویا کو استعمال کیا گیا ہے۔ متنبی شاعر نے بھی اسی معنی میں رویا کو استعمال کیا وہ اپنی ممدوح بدر کی تعریف میں کہتے ہیں ؎

مضی اللیل والفضل الذی لک لایمضی　　ورؤیاک احلی فی العیون من الغمض

رات ختم ہوئی اور تیری خوبی ختم نہیں ہوتی۔ تیرا دیکھنا آنکھوں میں نیند سے زیادہ شیریں ہے۔ یہاں لفظ رویا بیداری کی حالت میں استعمال ہوا۔ ان دلائل سے قطع نظر اگر رویا خواب اور بیداری دونوں حالتوں کے دیکھنے کیلئے مشترک ہے۔ تو خود قرآن نے اس کا بیداری کی حالت میں دیکھنے کا معنی متعین کر دیا۔ کہ قرآن نے اس دکھاوے کو جو حضور علیہ السلام نے معراج میں دیکھا فتنۃ للناس کہہ کر امتحان ایمان قرار دیا۔ اور بموجب روایات اہل مکہ امتحاناً حضورؐ سے

بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کے احوال دریافت کئے اگر یہ خواب کا واقعہ ہوتا۔ تو اس میں نہ فتنہ تھا اور نہ ایمان کا امتحان اور نہ دریافت کی ضرورت۔ خواب میں تو اس سے بڑے واقعات بھی قابلِ تعجب نہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ واقعہ بیداری کا تھا۔

قرآن سے جسمانی معراج کا ثبوت قرآن کریم نے سورۃ بنی اسرائیل میں واقعہ معراج کو اس انداز میں بیان کیا ہے۔ کہ جس سے معراج کا جسمانی ہونا خود بخود واضح ہوتا ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ ابتداء سفر سے لیکر انتہائے سفر تک ایک جیسی حالت تھی۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ اس واقعہ کا کچھ حصہ جسمانی طور پر بیداری میں ہو۔ اور کچھ روحانی ہو اور خواب ہو۔

سورۂ بنی اسرائیل کی آیت یہ ہے: سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہٗ لنریہٗ من ایاتنا انہ ھو السمیع البصیر۔ اس قرآنی ارشاد میں جسمانی معراج کے ثبوت حسب ذیل ہیں۔ واقعہ کا آغاز لفظ سبحانٰ سے ہوا۔ جو تعجب کے لئے اور اظہارِ قدرت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ معراج تعجب انگیز بھی ہے اور ظہورِ قدرت خداوندی کی نشانی بھی ہے۔ اور یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ واقعہ معراج جسمانی ہو خواب نہ ہو۔ کیونکہ خواب کیسا بھی ہو نہ اس میں اللہ کے اعتبار سے تعجب انگیزی ہے۔ اور نہ اسکی عظیم قدرت کا ظہور ہے۔

بعبدہٖ کے لفظ میں ظاہر کیا گیا ہے کہ واقعہ کا تعلق جسم اور روح دونوں سے ہے۔ کیونکہ عبد روح و جسد دونوں کے مجموعے کا نام ہے۔ نہ صرف روح کا ورنہ خدا یوں فرماتا۔ اسریٰ بروحہٖ۔ لفظ عبد عبادت سے ماخوذ ہے اور عبادت جسم اور روح کے مجموعے سے متعلق ہے جیسے سورہ جن میں حضور علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے۔ وانہٗ لما قام عبد اللہ۔ یا سورہ اقراء میں ارءیت الذی ینھیٰ عبداً اذا صلی۔ عبد سے حضور علیہ السلام کا مجموعہ روح و جسد مراد ہے۔ اسی طرح تمام قرآن میں جہاں کہیں لفظ عبد آیا ہے۔ روح و جسم کے مجموعے کے لئے استعمال ہوا۔ تو واقعہ معراج میں بھی وہی معنی مراد ہے۔

تیسری وجہ لفظ اسراء ہے جو قرآن اور لغت عرب میں روح و جسم کے مجموعے کو رات کے وقت لے جانے کا نام ہے۔ جیسے حضرت لوط علیہ السلام کو قرآن کا ارشاد ہے۔ فاسرِ باھلک۔ آپ اپنے اہل کو رات کے وقت لے چلو نہ یہ کہ ان کی روح کو لے چلو۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا کا حکم ہوا۔ ان اسرِ بعبادی لیلاً انکم متبعون۔

اے موسیٰ میرے بندوں کو رات کے وقت سے چلو۔ یقیناً تمہارا تعاقب کیا جائے گا۔ ان دونوں آیتوں میں وہی لفظ آیا ہے۔ جو واقعہ معراج کے بیان میں آیا ہے۔ یعنی اسریٰ کا لفظ۔ لیکن دونوں جگہ جسمانی سیر مراد ہے۔ نہ کہ خواب یا روحانی سیر۔ اسیطرح واقعہ معراج کو بھی سمجھنا چاہیئے۔" واقعہ معراج پر عقلی بحث اُس واقعے پر عقلاً چند شبہات پیش کئے جا سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔

ا۔ کہ اس واقعہ کا مقصد اگر خدا کو دیکھنا تھا۔ تو اس سفر کے بغیر بھی ممکن تھا۔ سفر کرانے کی کیا ضرورت تھی۔ جواب اولاً یہ ہے کہ قرآن نے خود مقصد سفر بیان کیا ہے۔ لنیریٰہ من آیاتنا۔ کہ اس سفر کا مقصد عالم بالا کی اشیاء کو دکھانا ہے۔ جن کے دیکھنے سے اللہ کی عظیم قدرت کا ظہور ہوتا ہے۔ مثلاً عرش، قلم، لوح محفوظ۔ سدرۃ المنتہیٰ جنت وغیرہ

۲۔ یہ کہ عالم بالا جو گناہوں سے پاک ہے۔ اور عجائبات قدرت کا محل ہے۔ وہاں لے جانے میں خاتم الانبیاء علیہم السلام کے اعزاز و اکرام کا ظہور ہے۔

دوسرا شبہ یہ ہے کہ اس سفر میں حر و قر یعنی گرمی و سردی سے حفاظت کا کیا انتظام تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب انسان نے جب ائیرکنڈیشن کے ذریعے گرمی سردی کا انتظام کیا ہے۔ تو قادر مطلق اور خالق کائنات کے لئے یہ کیوں ناممکن ہے۔ جس کے ارادے کے آگے تمام قوانین طبعیہ زیر فرمان اور مسخر ہیں۔ محققین یورپ نے تصریح کی ہے کہ جس ذات نے قوانین طبعیہ بنائے ہیں۔ اُن میں اس کو مداخلت اور تبدیلی کا بھی حق حاصل ہے ہم نے ان کے مکمل حوالہ جات اپنی دوسری تصنیفات میں لکھے ہیں اور کسی قدر میری کتاب علوم قرآن میں بھی موجود ہیں۔

تیسرا شبہ یہ ہے کہ ایسا طویل سفر تھوڑے وقت میں کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔ اس شبہ کے جوابات حسب ذیل ہیں۔

ا۔ فلسفہ قدیم و جدید اس امر پر متفق ہیں کہ حرکت کی تیزی اور سرعت کے لئے عقلاً کوئی حد مقرر نہیں کی جا سکتی۔ جس زمانے میں جس قدر حرکت ممکن ہے اس زمانے کے کروڑویں حصے میں بھی وہ حرکت ممکن ہے۔ اس بناء پر سرعت حرکت معراجیہ پر شبہ کرنا اور اس کو ناممکن قرار دینا دونوں فلسفوں کے خلاف ہے۔ البتہ مشاہدہ میں ایسی تیز حرکت نہ آنے کی وجہ سے تعجب انگیز ضرور ہے۔ جیسے ہوائی جہاز تیز رفتار نیز آل قبل از مشاہدہ پہلے زمانہ

میں محل تعجب تھے۔

۲۔ اس سفر میں جو سواری استعمال ہوئی ہے جسکو براق کہا جاتا ہے۔ اور برق اور بجلی کی تیز رفتاری ضرب المثل ہے۔ پھر براقیت کے بھی مختلف درجات ہیں۔ اگرچہ عالم سفلی کی بجلی ہو۔ لیکن اگر یہ براقیت عالم علوی کی ہو جنکی قوت مادر العقل ہے۔ تو اس کی سرعت رفتار بے نظیر ہوگی بالخصوص جبکہ حدیث کے مطابق حد نگاہ کی دوری اس کے لئے ایک قدم تھا۔

۳۔ اس سواری کا اولاً شوخی کرنا اور پھر جبرائیل کے تبلانے پر شرم وحیا کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ یہ سواری صاحب عقل تھی۔ اگرچہ عقل کو خدا ہر ایک چیز میں پیدا کرسکتا ہے۔ بلکہ ہر چیز میں کسی قدر عقل ہے، جیسے کل قد علم صلاتہ وتسبیحہ۔ کائنات کی ہر چیز اپنی دعا و تسبیح کو جانتی ہے۔ سے معلوم ہوتا ہے۔ لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ ملکی قوت کو اس سواری کی شکل میں متشکل کردیا گیا ہو۔ اور یہ سواری ملکی قوت کا مجسمہ ہو اور ملائکہ کے لئے یہ مسافت طے کرنا ایک لمحے کا کام ہے۔

۴۔ شاہ ولی اللہ اور دیگر محققین صوفیہ کے بیان کے مطابق جسم پر بعض وقت روح کے احکام غالب آجاتے ہیں۔ جبکہ روح زیادہ پاک اور لطیف ہو ایسی صورت میں جسم اپنا ثقل چھوڑ کر تابع روح بن جاتا ہے۔ خود اس احقر کا ایک فاضل متقی مرید کو دوران ذکر یہ حالت پیش آئی، یہاں تک کہ جسم کا ثقل اور دباؤ ختم ہوا۔ اور وہ چارپائی جو پہلے بیٹھنے سے دبتی تھی اس حالت کے بعد چارپائی نہیں دبتی تھی۔ اس مضمون کو صدر شیرازی نے اسفار اربعہ میں مدلل بیان کیا ہے تو کیا حضور علیہ السلام کی روح جو افضل الارواح ہے اس کے بھی احکام بدن حضور علیہ السلام پر غالب آئے اور جسطرح روح کے لئے ملائکہ کیطرح تھوڑے وقت میں عالم بالا کو پہنچنا آسان ہے۔ حضور علیہ السلام کے لئے بھی واقعہ معراج میں ایسا ہوا۔

۵۔ قدیم فلسفہ میں پتھر کا اوپر سے زمین پر جلد پہنچنا میلان مرکز کا نتیجہ ہے۔ اور جدید فلسفہ میں کشش زمین کا نتیجہ ہے۔ تو یہ بھی ممکن ہے کہ واقعہ معراج میں روح محمدی کو بوجہ کشش عرش یا کشش الٰہی کے دفعتہً عالم بالا میں پہنچنے کی نوبت آئی ہو۔ اور سواری صرف اعزاز و اکرام کے لئے ہو یا دونوں چیزوں کو دخل ہو۔

۶. احادیث صحیحہ میں روانگی سفر معراج سے قبل حضور علیہ السلام کا شق صدر کیا گیا۔ اور سینہ آپ کا چیر کر اس میں عالم علوی کی کوئی چیز ڈالدی گئی۔ جس سے آپ کی روحانی قوت میں اضافہ مقصود تھا۔ اور آپ کی ذات میں اس عجیب سفر کے لئے قابلیت اور استعداد پیدا کر کے وہ قوت عطا کرنی بھی مقصود تھی جو ملائکہ کو حاصل ہے تاکہ تھوڑے وقت میں ملائکہ کیطرح یہ سفر بآسانی طے ہو سکے۔ اگرچہ یہ قوت ملکی آپ کے لئے وقتی ضرورت کے تحت ہو۔ اور ملائکہ کے لئے دائمی۔ کیونکہ ان کی آمد و رفت کی ضرورت عالم بالا کو دائمی ہو۔

۷. روح محمدی جو الطف الاشیاء ہے۔ اس کا ایک رات میں جسم پر اثر ڈال کر ایک رات میں طویل سفر کرنا اسکی نظیر لطیف اشیاء میں موجود ہے۔ سورج کی شعاع نو کروڑ تیس لاکھ میل چند سیکنڈ میں طے کر کے زمین پر پہنچتی ہے۔ ہماری آنکھ کی شعاع رات کے وقت ایک لمحہ میں کھربوں میل مسافت طے کر کے بعید ترین ستاروں تک پہنچتی ہے۔ ■■

دیانتداری اور خدمت ہمارا شعار ہے
نوشہرہ فلور ملز لمیٹڈ نوشہرہ اپنے ان ہزاروں کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کرتے ہیں

جنہوں نے

پستول مارکہ آٹا

پسند فرما کر ہماری حوصلہ افزائی کی ہے۔ ہمیشہ پستول مارکہ آٹا استعمال کیجئے جسے آپ بہتر پائیں گے۔

نوشہرہ فلور ملز جی ٹی روڈ نوشہرہ ۔ فون نمبر ۱۲۶